© rasailojaraid.com

ناقص تربیت کے اثرات کے زائل کرنے کیلئے نکاح میں جبر کیا جائے۔ اگر تعلیم و تربیت درست ہوگی تو ان کو یہ مسئلہ درپیش نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ والدین دولت کے لالچ میں مغرب میں جابستے ہیں تو اس کا نتیجہ یہی ہوگا۔ بہرحال ہم بالجبر شادی کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اب سوالات کے جوابات حاضر خدمت ہیں :

۱۔ ڈرانا دھمکانا اور زدوکوب اور پاسپورٹ ضائع کرنے کی دھمکی سے اگر نکاح پر بالجبر راضی کر بھی لیا جائے تو اس کو ہم رضامندی نہیں کہہ سکتے۔

۲۔ زبردستی دستخط اور غیر معمولی دباؤ کو حقیقی اذن تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔

۳۔ محض معاشرتی فرق سے کفو کا انکار نہیں کیا جاسکتا الا یہ کہ مرد زانی ہو یا مجرم ہو۔

۴۔ زن و شوئی قائم ہونے کی صورت میں حکم یکساں نہیں کیونکہ اگر عورت رضامندی سے تعلقات قائم کرلیتی ہے تو یہ رضامندی بھی ایک قسم کی رضا ہوگی۔ الا یہ کہ بالجبر یا باندھ کر جماع کیا جائے۔

۵۔ اگر جبر و اکراہ ثابت ہو جائے تو شرعی کونسل یا قاضی نکاح فسخ کرسکتے ہیں۔

مصنف بن ابی شیبہ جلد ۴، صفحہ ۱۳۰ کی عبارت ملاحظہ ہو :

"عبد۔۔۔۔عن عیدہ عن ابراھیم والشعبی قال:لاتنکح المراۃالا باذن'۔۔۔۔۔۔ولا تنکحھاولیھاالا باذنھا"

(یعنی ولی لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں کرسکتا۔)

اب ہم قرآن و سنت کی رو سے دلائل پیش کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم نے مذکورہ بالا رائے قائم کی ہے۔

جبری نکاح کے خلاف ابن حزم یوں لکھتے ہیں :

"نکاح۔۔۔۔المکرہ'ومن حکم بامضاء نکاح مکرہ فحکمہ مردودابداً'والواطی ' فی ذلک النکاح:زان')۸/۳۲۹م۱۴۰۳ و۸/۳۵۵م۱۴۰۶

(حوالہ دیکھئے معجم فقہ ابن حزم الظاہری، جلد اول مطبعۃ جامعۃ دمشق ۱۹۶۶ء، صفحہ ۱۰۳۸)

احکام الاکراہ کے عنوان کے تحت المحلی جلد ثامن مطبوعہ ۱۳۵۰ھ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ کے تفصیلی حوالے کا فوٹوسٹیٹ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

"قال ابومحمد:فمن حکم بامضاء نکاح مکرہ' اوطلاق مکرہ' اوعتق مکرہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فحکمه مردودابداً والوطی ذلک النکاح وبعدذلک الطلاق وبعدذلک العتق ان تزوج المطلقة زان یجلدویرجم ان کان محصنا ویجلدمائةویغرب عاماان کان غیرمحصن:(صفحہ ۳۳۵' جلد۸' المحلی المنیریہ)

معجم فقہ ابن حزم جلد اول کی عبارت کا ترجمہ :

(زبردستی نکاح کا مسئلہ یہ ہے کہ جو بھی زبردستی نکاح کو جائز قرار دے گا اس کا حکم ہمیشہ مردود قرار پائے گا۔ اور اگر کوئی شخص زبردستی نکاح کر کے مجامعت کرے گا تو وہ زبردستی نکاح کی وجہ سے زانی قرار پائے گا۔)

(المحلی کا ترجمہ :اس حکم کی تفصیل ہمیں مطبعۃ منیریہ کی چھپی ہوئی المحلی جلد ۸ صفحہ ۳۵۵ پر ملتی ہے جس کا ترجمہ یوں ہے (مختصر) یعنی جو شخص زبردستی نکاح یا زبردستی طلاق یا زبردستی لونڈی آزاد کرائے گا تو اس کا حکم ہمیشہ کیلئے مردود ہوگا۔ زبردستی کرنے والا زانی قرار پائے گا اور محصن ہوگا تو اسے رجم کیا جائے گا۔ غیر محصن ہو تو سو کوڑے اور ایک سال جلاوطنی کی سزا دی جائے گی۔

احادیث میں ایسے کئی واقعات ملتے ہیں کہ کسی صحابی نے بغیر بیٹی کی رضامندی کے شادی کردی تو وہ بیٹی نبی ﷺ کے پاس پہنچی اور جناب اقدس ﷺ نے اس نکاح کو مردود قرار دیتے ہوئے تفریق کرادی۔ بلکہ ایک لڑکی نے یہ بھی کہا کہ میں اس نکاح پر راضی ہوں مگر یہ معاملہ اس لئے پیش کیا کہ لڑکیوں کا حق ہمیشہ کیلئے ثابت ہو جائے۔ شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔ (حوالہ آگے آرہا ہے۔

<u>شرفاء کا طریقہ</u> :شرفاء کا طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے کہ شادیاں ماں باپ اور لڑکا لڑکی کی رضامندی سے ہوتی ہیں۔ بلکہ عزیزوں اور دوستوں وغیرہ سے بھی مشورہ لیا جاتا ہے۔ البتہ غیر معمولی اور خاص حالات میں جس کا ذکر قاضی مجاھد الاسلام قاسمی صاحب نے کیا ہے فقہاء کی دو رائیں ہیں۔ (۱) پہلی رائے تو یہ ہے کہ ولی یا سلطان کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔ ان لوگوں کے دلائل احادیث کی کتب میں ملتے ہیں۔ دراصل اس مسئلہ کیلئے دو کتب بہت اہم ہیں۔

(۱) المصنف' تالیف الحافظ ابی بکر ابن ابی شیبہ (مطبوعہ بمبئی) (۲) التحقیق فی احادیث الخلاف۔ تصنیف ابی الفرج ابن جوزی الجزء الثانی۔ دار الکتب العلمیۃ۔ بیروت۔

پہلی رائے کے متعلق سب سے اہم حدیث حضرت عائشہؓ کی ہے۔ ہم اسے مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۴ سے نقل کرتے ہیں۔ اس میں عنوان کی سرخی ہے اور حضرت عائشہؓ کا قول حدیث

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مرفوعہ ہے کہ عورت کا نکاح ولی نہ کرے تو وہ باطل ہے۔ الفاظ یوں ہیں :

"من قال لانکاح الا بولی اوسلطان"

"حدثناابوبکرقال نامعاذ قال انااین جریج عن سلیمان بن موسی عن الزهری عن عروة عن عائشةؓ قالت قال رسول اللهﷺ:ایماامراةلم ینکحها الولی اوالولاةفنکاحهاباطل-قالهاثلاثا- فان اصابهافلهامهرهابمااستحل منها'فان اشتجروافالسلطان ولی من لاولی له-(۱)فی الاصل:الاستوائی)

اس حدیث کو کمزور کرنے والی بات بھی ہے کہ اکثر طرق میں ابن جریج خود کہتے ہیں کہ بعد میں میں زہری سے ملا تو انہوں نے اس حدیث کا انکار کیا۔ اس کے متعلق ابن جوزی کے حوالے سے آخر میں بات کریں گے۔ پھر راوی ابن جریج ہے جو شیعہ تھا اور متعہ کرتا تھا۔ اس کی روایت معنعن ہے۔ تفصیل تہذیب التہذیب میں دیکھی جاسکتی ہے۔ (کتاب المدلسین کے مطابق ابن جریج مدلس تھا اس کی بعض روایت نامقبول ہے)

پس ہم اس حدیث کو آنکھیں بند کر کے تسلیم نہیں کر سکتے۔ اور یقین کے ساتھ بغیر ولی کے نکاح کو باطل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مصنف کے اسی باب میں دو روایات ملتی ہیں جن میں نکاح کے متعلق کم از کم شرائط درج ہیں۔ ملاحظہ ہو :

"معاویةبن هشام عن سفیان عن ابی یحی عن رجل یقالله الحکم ابنی منها عن ابن عباس:ادنی مایکون فی النکاح اربعة:الذی یزوج والذی یتزوج وشاهدین (صفحه ۱۳۱'جلد ٤)

وکیع اوغیره عن سفیان عن منصورعن ابراهیم قال:ادنی مایکون فی النکاح اربعة:الذی یزوج والذی یتزوج وشاهدین(صفحه ۱۳۱'جلد ٤)

(ابن حزم :محلی بالآثارجلد۹ صفحه ۳۹'دارالکتب العلمیه تحقیق عبدالغفار سلیمان البنداری مطبوعه بیروت)

یعنی ابو حنیفہ اور ابو سلیمان کہتے ہیں کہ کم سن بیٹی کا نکاح بلوغ سے پہلے باپ جہاں چاہے کر سکتا ہے۔ چاہے کنواری ہو ثیبہ۔ جب بالغ ہو جائے تو لڑکی جہاں چاہے نکاح کر سکتی ہے اور باپ یا کسی اور ولی کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ کسی اور کیلئے جائز نہیں کہ لڑکی کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کرے چاہے لڑکی کنواری ہو یا اس کا قبل ازیں نکاح ہو چکا ہو۔ قرآنی حوالہ آگے آ رہا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مزید اگلے صفحہ ۴۰ پر ابن حزم یوں لکھتے ہیں :

"ولا یزوج الثیب الصغیرۃ احد حتی تبلغ' سواء باکرہ ذھبت عذرتھا او برضاً بحرام او حلال"
(یعنی ثیبہ صغیرہ لڑکی کا کوئی شخص نکاح نہیں کر سکتا حتی کہ وہ بالغ ہو جائے۔ چاہے اس کا کنوارپن زبردستی ختم کیا ہو یا اس کی رضامندی سے ختم کیا ہو بذریعہ حرام یا حلال۔

ابن حزم قرآن وحدیث کا حوالہ یوں دیتے ہیں :

"وقولہ تعالیٰ: ولا تکسب کل نفس الا علیھا" (۱٦٤:٦) موجب ان لا یجوز علی البالغۃ البکر انکاح ابیھا بغیر اذنھا' وقد جاء ت بھذا آثار صحاح"
"نا عبداللہ بن ربیع نا محمد بن معاویۃ المروزی نا احمد بن شعیب اخبرنی معاویۃ بن صالح نا الحکم بن موسیٰ نا شعیب بن اسحاق عن الاوزاعی عن عطاء بن ابی رباح عن جابر بن عبداللہ: ان رجلا زوج ابتہ وھی بکر من غیر امرھا' فانت النبی ﷺ ففرق بینھما" (محولہ بالا صفحہ :۴۱) (یعنی ہر شخص اسی کا ذمہ دار ہو گا جو اس نے خود کیا ہو) (۶ : ۱۶۵)

قرآن سے ثابت ہو گیا کہ بالغہ کا نکاح اس کا باپ بغیر اس کی رضا کے نہیں کر سکتا۔ اس سلسلے میں بہت سے آثار صحیحہ بھی مروی ہیں مثلاً جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ بیٹی کی شادی اسکی مرضی کے بغیر کر دی تو نبی کریم ﷺ نے خاوند بیوی میں تفریق کرا دی۔

اس سلسلے کی ہمیں بہت سی احادیث ملتی ہیں۔ خود ابن حزم نے اگلے صفحہ ۴۲ پر مزید دو احادیث نقل کی ہیں۔ اس سلسلے میں احادیث بہت ہیں مگر ہم اس حدیث کو بھی بیان کرنا چاہتے ہیں جو مصنف میں ابو بکر بن ابی شیبہ نے روایت کی ہے۔ اصل میں اس منصف میں خاص بات ہے جس میں وہ روایات ہیں جن میں بغیر ولی کے نکاح کی اجازت ہے اور بغیر ولی کے نکاح کے جو تفریق نہیں کرائی گئی۔ ملاحظہ ہو۔ اگر حضرت عائشہؓ کی حدیث قطعی اور یقینی ہو تو حضرت علیؓ بھی نکاح کو باطل قرار دیکر تفریق کرا دیتے۔ اس چیز میں ان کے اور بھی ساتھی ہیں۔

من اجازہ بغیر ولی ولم یفرق

"حدثنا ابوبکر قال نا ابن ادریس عن الشیبانی عن امہ بحیرۃ بنت ھانی قال: تزوجت القفقاع' بن ثور فاتی وجعل لی مذھبا من جوھر علی ان یبیت عندی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لیلة فیات' فوضعت له تورافیه خلوق فاصبح وهو متضمخ بالخلوق' فقال لی: فضحتنی 'فقلت لهٗ مثلی یکون شرا؟ فجاء ابی من الاعراب 'فاتعدی علیه علیا' فقال علی الله فقاع:ادخلت ؟فقال :نعم فاجازالنکاح'من حاشیه(۲)کذا'ولعل الصواب :تزوجت 'او النساء تزوجن'

ابوداؤدعن شعبةعن مصعب قال:سالت مولی ابن عبداللّٰہابن یزید فقال :یجوزفی المراۃتزوج بغیرولی۔

عبدالاعلی عن معمر قال:سالت الزهری عن امراۃ'تزوج بغیر ولی فقال:ان کان کفواجاز"

وکیع عن سفیان عن اسماعیل بن سالم عن الشعبی قال:قال:اذاکان کفواجاز

ابومعاویةعن الشیبانی عن ابی قیس الاودی عمن حدثه عن علی انه اجاز(نکاح امراۃ)بغیر ولی انکحتهاامهابرضاها'

سلام وجریرعن عبدالعزیزبن رفیع عن ابی سلمةبن عبدالرحمن قال: جاء ت امراۃالی النبیﷺفقالت:یارسول اللّٰہ!ان عم ولدی خطبی فرده ابی وزوجنی واناکارهة'قال:فدعااباها'فساله عن ذلک فقال:ابی انکحتهاولم آلوها خیرا'فقال رسول اللّٰہﷺ:لانکاح اذهبی فانکحی من شئت"(مصنف ابن ابی شیبه)

یحی بن آدم قال ناسفیان عن ابی قیس عن هزیل قال:رفعت الی علی امراۃ زوجهاخالها'قال:فاجازعلی النکاح'قال وقال سفیان:لایجوزلانه غیرولی'وقال علی بن صالح:هوجازلان علیاحین اجازه کان بمنزلة ولی۔

حدثناابن فضیل عن آیه عن الحکم قال:کان علی اذارفع الیه رجل تزوج امراۃ بغیرولی فدخل بهاامضاه۔

ترجمہ :(جو صحابہ و تابعین بغیر ولی کی اجازت کے نکاح کو تسلیم کرتے ہیں اور پھر تفریق نہیں کرتے)
عمیرہ بنت ھانی روایت کرتی ہیں کہ قعقاع بن ثور کا نکاح ولی کی مرضی کے بغیر ولی کی غیر موجودگی میں ہو گیا۔باپ جب گاؤں سے واپس آیا تو معاملہ حضرت علیؓ کی سامنے پیش ہوا۔ حضرت علیؓ نے قعقاع سے پوچھا کہ کیا اس نے بیوی سے صحبت کی۔اس نے اثبات میں جواب دیا تو آپ نے اس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نکاح کو درست قرار دیا۔ حضرت علیؓ کے اسی طرح کے اور فیصلے بھی آ رہے ہیں)

دیگر سلف صالحین کی آراء

ابو داؤد روایت کرتے ہیں کہ مولی ابن عبداللہ ابن یزید سے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ عورت کا نکاح بغیر ولی کے جائز ہے۔ زہری سے پوچھا گیا خاتون کے نکاح کے متعلق بغیر ولی کے۔ انہوں نے جواب دیا کہ اگر کفو ہو تو جائز ہے۔ امام شعبی نے بھی یہی جواب دیا کہ کفو ہو تو جائز ہے۔ حضرت علیؓ سے یہ مروی ہے کہ انہوں نے بغیر ولی کے نکاح کی اجازت دی جب کہ لڑکی کی والدہ اس کا نکاح لڑکی کی مرضی سے کر دے۔ ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور بولی کہ میرے بیٹے کا چچا میرے لئے رشتہ لایا۔ لیکن میرے والد نے انکار کر دیا اور پھر کسی اور سے نکاح کر دیا جو مجھے پسند نہیں۔ اس پر نبی ﷺ نے اس کے باپ کو بلایا اور اس سے پوچھ گچھ کی۔ باپ نے کہا کہ میری نیت سوائے خیر اور بہتری کے کچھ نہ تھی۔ اس لئے نکاح کر دیا۔ اس پر نبی ﷺ نے فرمایا کہ یہ نکاح نہیں ہے۔ عورت سے کہا کہ جاؤ جس سے چاہو نکاح کر لو۔

یحی بن آدم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس ایک مقدمہ لایا گیا جس میں ماموں نے لڑکی کا نکاح کر دیا تھا۔ روایت میں ہے کہ حضرت علیؓ نے اس نکاح کو جائز رکھا۔ سفیان کا کہنا ہے کہ یہ جائز نہیں کیونکہ ماموں ولی نہیں۔ علی بن صالح کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے کیونکہ حضرت علی نے جب جائز رکھا تو وہ خود ولی کی مانند تھے۔ (خلیفہ بھی ولی ہوتا ہے)

حکم سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ کے پاس جب ولی کے بغیر نکاح کا مقدمہ آتا تو آپ نکاح کرنے والے مرد سے پوچھتے کہ کیا تم نے اس سے صحبت کی ہے۔ اگر وہ کہتا کہ ہاں تو آپ اس نکاح کو قائم رکھتے۔ ہمارے نزدیک اسی پر عمل ہونا چاہیے کیونکہ حدیث میں حضرت علیؓ کو "اقضاھم علی" کہا گیا ہے۔

ابن جوزی کا بیان کردہ اہم واقعہ جو عقلمندی و سمجھداری کا ثبوت ہے:

"(قال السابی) وحکی لی من کان حاضر باصفھان: قال جاء الیہ ترکمانی قد لزم یدترکمانی' فلمادخلا الیہ قال ھذا وجدتہ قد ابتنی بابنتی وارید ان اقتلہ بعداعلامک بہ قال لابل تزوجھابہ ونعطی للمھرمن خزائننا' فقال لااقنع الابقتلہ۔ فقال ھاتواالسیف فجی' بہ فسلہ وقال للاب تعال' فلما قرب منہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اعطاه السیف وامسک بیده الجفن وامره ان یعید السیف الی الجفن' فکلمارام الرجل اذالک قلب السلطان الجفن ولم یمکنه من ادخال السیف 'فقال یاسلطان ماتدعنی فقال کذلک ابنتک لولم تردمافعل بهاھذافان کنت ترید قتله لاجل فعله فاقتلهما جمیعا' ثم احضر من زوجه بهاواعطاه المهرخزانته"

(یعنی صابی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اس شخص نے بیان کیاجو موقع پر خود اصفہان میں موجود تھا۔ اس نے بتایا کہ ایک ترکمانی دوسرے ترکمانی کا ہاتھ پکڑے ہوئے داخل ہوااور کہاکہ میں نے اس کو اپنی بیٹی سے بد فعلی کرتے ہوئے پایا۔ میں چاہتاہوں کہ آپ کو اس واقعہ کی اطلاع دینے کے بعد اس نوجوان کو قتل کردوں۔ اس کو حاکم نے کہاکہ نہیں دونوں کا نکاح کر دو۔ اور مہر ہم اپنے خزانہ سے دیں گے۔ ترکمانی نے جواب دیاکہ مجھے اس جوان کے قتل کے سواکوئی بات منظور نہیں۔ یہ سن کر حاکم نے کہاکہ مجھے تلوار لا کر دو۔ جب تلوار آئی اس نے تلوار نکال کر ترکمانی کے حوالے کی اور میان خود لے لیا۔ اور باپ سے کہاکہ تلوار کو میان میں ڈالو۔ جب ترکمانی تلوار کو میان میں ڈالنے کی کوشش کرتا تو حاکم میان کو حرکت دے کر جگہ بدل دیتا۔ پس ترکمانی تلوار کو میان میں داخل نہ کر سکا۔ اس پر ترکمانی نے کہاکہ اے سلطان آپ تو مجھے تلوار ڈالنے نہیں دیتے۔ سلطان نے کہ ایساہی معاملہ تمہاری بیٹی کا ہے۔ اگر وہ رکاوٹ ڈالتی تو یہ فعل نہ ہوا ہوتا۔ پس اگر تم اس فعل کی وجہ سے نوجوان کو قتل کرناچاہتے ہو تو دونوں کو قتل کرو۔ پھر لڑکی کو بلایااور دونوں کا نکاح کر کے اپنے خزانہ سے عطا کیا۔) ابن جوزی نے اس واقعے کو اپنی کتاب "کتاب الاذکیاء" کے صفحہ نمبر ۵۴ پر درج کیا ہے۔

سیدہ عائشہؓ کی روایت کا تجزیہ

ابن جوزی نے حضرت عائشہؓ کی حدیث اپنی کتاب "التحقیق فی احادیث الخلاف" میں ابن جریج سے حدیث نمبر ۱۶۸۴ و ۱۶۸۵ میں درج کی ہے۔ دونوں میں ابن جوزی نے تسلیم کیاہے کہ ابن جریج خود بتاتے ہیں کہ میں جب زہری سے ملا تو انہوں نے اس حدیث کاانکار کیا۔ اس کے بعد ابن جوزی نے اسی حدیث سے ملتی جلتی حدیث کو ۱۶۸۶ اور ۱۶۸۷ ' ۱۶۸۸ میں روایت کیاہے اور خود ہی ان راویوں کو ضعیف بھی تسلیم کیاہے۔ ہم ان تینوں کافوٹوسٹیٹ ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ یہ تینوں احادیث حضرت عائشہؓ سے ضعیف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

راویوں سے مروی ہیں۔

"۱٦٨٦-اخبرناابن الحصین‘قال:انباابن المذھب‘انباناالقطیعی‘قال: ثناعبداللہبن احمد‘حدثنی ابی ثنامعمربن سلیمان الرقی ثناحجاج‘عن الزھری‘عن عروۃ عن عائشۃ‘ عن النبی ﷺقال: لانکاح الابولی والسلطان ولی من لاولی له(١) وقدروی ھذاالحدیث عن عائشۃ بلفظ آخر:

۱٦٨٧-اخبرناابن عبدالخالق‘انباعبدالرحمن ابن احمد انبامحمدبن عبدالملک‘ثناالدارقطنی‘ثناابوذراحمدبن محمد"قال:ثنا احمدبن الحسین بن عبادالنسائی‘ثنامحمد بن یزید بن سنان‘ثنا ابی ‘عن ھشام بن عروۃ‘عن ابیه‘عن عائشۃ‘قالت:قال رسول اللہ ﷺلا نکاح الابولی شاھدی عدل‘فی ھذا الاسناد یزیدبن سنان‘ قال احمد وعلی:ھوضعیف وقال یحی :لیس بثقة وقال النسائی:متروک الحدیث-وقال الدارقطنی وقدروی عن عائشۃ بلفظ آخر-

۱٦٨٨-اخبرناابن عبدالخالق‘انباابوطاھربن یوسف‘ثناابوبکربن بشران‘ ثناعلی بن عمر‘ثنامحمدبن مخلد‘ثناابووائلۃعن عبدالرحمن بن الحسین‘ ثناالزبیربن بکار‘ثناخالدبن الوضاح‘ عن ابی الخصیب ‘عن ھشام بن عروۃ‘ عن ابیه ‘عن عائشۃ‘قالت: قال رسول اللہ ﷺولابدفی النکاح من اربعۃالولی والزوج والشاھدین‘قال الدارقطنی ‘ابوالخصیب اسمه نافع بن میسرۃ وھومجھول"

اب دیکھئے حدیث نمبر ۱۶۸۶ میں صاف کہہ دیا کہ الحجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔ ۱۶۸۷ میں ہے کہ دوراوی باپ وبیٹا دونوں ضعیف ہیں جبکہ ۱۶۸۸ میں ایک راوی مجہول ہے۔ آگے چل کر ابی بردہ کے طریق پر ۱۶۸۹ نمبر حدیث روایت کی ہے۔ لیکن تسلیم کیا ہے کہ اسباط وزید بن الحباب اور شعبہ اور سفیان کے طریق پر یہی روایت جو مروی ہے۔ اس میں ان چاروں نے سرے سے راوی ابو موسیٰ کا نام ہی نہیں لیا۔ گویا چاروں نے منقطع طریق پر روایت کی ہے۔ اس کے بعد ابن جوزی نے دیگر راویوں کا نام لیا ہے جنہوں نے راوی ابو موسیٰ کا نام لیا ہے مگر یہ راوی اسباط۔ زید بن الحباب اور خاصی طہور سے شعبہ اور سفیان سے بہت کم درجہ کے ہیں۔ پس شعبہ اور سفیان کے بیان کو ترجیح دیتے ہوئے ہم اس روایت کو منقطع اور ناقابل اعتبار قرار دیں گے۔ اور ان روایات کو ہی ترجیح دیں گے جن میں نبی ﷺ نے اولیاء کے نکاح کو جب بیٹیوں کی رضامندی کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بغیر کیا ہو رد کر دیا اور لڑکیوں کو خود نکاح کرنے کی اجازت دی۔

پھر ابن جوزی نے ۱۶۹۳ سے لے کر حدیث نمبر ۱۷۰۰ تک ۸۔احادیث نقل کی ہیں جن کا مضمون بھی اس قسم کا ہے۔ مگر سب کی سب ضعیف متروک راویوں سے پر ہیں۔ سوائے حدیث ۱۶۹۹ کے۔ مگر اس کا مضمون بالکل مختلف ہے۔ جو درج ذیل ہے :

"١٦٩٩-وبه ثناالدارقطني'ثناابوعلي محمدبن سليمان المالكي' ثناابوموسى'ثناعبدالوهاب الثقفي'عن يونس'عن الحسن'ان معقل بن يسار زوج اختاله'فطلقهاالرجل'ثم انشا يخطبها'فقال:زوجتك كريمي فطلقتها'ثم انشات تخطباها'فابى ان يزوجه وهويته المراة فانزل الله-عزوجل(واذاطلقتم النساء فبلغن اجلهن فلاتعضلوهن ان ينكحن ازواجهن)اخرجه البخاري)

اس حدیث میں اہم چیز قرآنی آیت ہے جس کا ترجمہ یوں ہے۔(یعنی جب طلاق دے دو تم عورتوں کو۔ پھر وہ پوری کر لیں اپنی عدت تو مت روکو انہیں کہ نکاح کر لیں وہ اپنے (سابقہ یا دوسرے) شوہروں سے جبکہ راضی ہوں وہ دونوں باہم نکاح کرنے پر جائز طریقے سے)

اس آیت میں بھی مردوں کو منع کیا گیا ہے کہ وہ خواتین پر دباؤ ڈالیں بلکہ اجازت دی گئی ہے جس سے وہ چاہیں نکاح کر لیں۔ اس آیت میں مردوں کو جبر سے روکا گیا ہے۔ اور خواتین کو اپنی مرضی سے نکاح کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

ابن جوزی کی روایت کردہ وہ چھ احادیث جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے وہ نکاح فسخ کر دیے جن میں باپ نے لڑکی کی رضامندی کے بغیر دباؤ سے نکاح کر دیا تھا۔

الحديث الاول

"حديثنا وهوقوله :البكر تستامره"

الحديث الثاني:

"١٧٠٧-اخبرناهبةالله بن محمد'انبا الحسن بن على انبا احمد بن جعفر'ثناعبدالله بن احمد'حدثني ابى ثنا حسين' ثناجرير' عن ابوب' عن عكرمة' عن ابن عباس' ان جارية بكراتت النبي-فذكرت ان اباهازوجهاوهي كارةهته'فخيرهاالنبي ﷺ"

الحديث الثالث:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۷۰۸:قال احمد:وثناعبدالرزاق' انباابن جریج' اخبرنی عطاء الخراسانی' عن ابن عباس' ان خذاماباودیعة انکح ابنته رجلاً'فاتت النبی ﷺفاشتکت الیه انهانکحت وهی کارهته'فانتزعهاالنبی ﷺمن زوجها'وقال:ولاتکرهوهن'

الحدیث الرابع:

۱۷۰۹:وبالاسناد-قال احمد:وثناوکیع 'عن کهمس بن الحسن' عن عبداللّٰہبن بریدة' عن عائشة قالت:جاء ت فتاةالی النبی ﷺفقالت:یارسول اللّٰہﷺان ابی -ونعم الاب هو-زوجنی ابن اخیه لیرفع من حیسته'قالت: فعجل الامر الیها'فقالت: انی قداجزت ماصنع ابی 'ولکنی اردت ان تعلم النساء ان لیس الی الاباء من الامر شئی-

لحدیث الخامس:

۱۷۱۰:اخبرناابن عبدالخالق'انباعبدالرحمن بن احمد'قال:ثناابن بشران'ثناعلی بن عمرالدارقطنی'ثنا محمد بن اسماعیل الایلی' ثنااحمد بن عبداللّٰہبن سلیمان الصنعانی'ثناابراهیم 'ثناعبدالملک الذماری' عن سفیان' عن هشام'صاحب الدستوائی'عن یحی بن ابی کثیر'عن عکرمة'عن ابن عباس' ان رسول اللّٰہﷺ-رد نکاح بکروثیب انکحهماابوهماکارهان' فردالنبی ﷺنکاحهما-

الحدیث السادس:

۱۷۱۱:وبالاسناد-قال الدارقطنی:وثناعمربن محمدبن القاسم الاصبهانی'ثنامحمدبن احمدبن راشد'ثناموسی بن عامر'ثناالولید'قال:قال ابن ابی ذنب:اخبرنی نافع'عن ابن عمر'ان رجلا زوج ابنته بکراً افکرهت ذلک' فردالنبی ﷺنکاحها-

وفی روایةاخری عن ابن عمر'قال:کان النبی ﷺتنزع النساء من ازواجهن ثیبات وابکارا بعد ان یزوجهن الاباء اذاکرهواذلک-

(دیکھئے صفحہ ۲۶۲-ابن جوزی کی کتاب"التحقیق فی احادیث الخلاف" جلددوئم'

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تحقیق مسعزعبدالحمیدمحمدالسعدنی'دارالکتب العلمیة'بیروت ۱۹۹٤

(الحدیث الاول : کنواری لڑکی سے نکاح کی اجازت لی جائے گی۔ حدیث دوئم ۱۷۰۷۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی حضرت نبی کریم ﷺ کے پاس آئی کہ میرے باپ نے میرا نکاح ایک مرد سے کر دیا ہے۔اور میں اس نکاح سے ناخوش ہوں۔ نبی ﷺ نے اس کو اختیار دے دیا اپنے نکاح کرنے کا اپنی مرضی سے)حدیث ثالث : ۱۷۰۸ : ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ ودیعہ کے باپ خزام نے اس کا نکاح ایک آدمی سے کر دیا۔ لڑکی نے نبی ﷺ کے پاس شکایت کی کہ اس کا نکاح کر دیا ہے جس سے وہ ناخوش ہے۔ آپ ﷺ نے نکاح کو ختم کر دیا اور عام حکم جاری کر دیا کہ عورتوں کے ساتھ نکاح کے معاملہ میں زبردستی نہ کرو۔ حدیث جہارم : ۱۷۰۹ : حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی کہ میرے باپ نے جو بہت اچھا باپ ہے میرا نکاح اپنے بھائی کے بیٹے سے کر دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے معاملہ کو لڑکی کی مرضی پر چھوڑ دیا۔ لڑکی بولی کہ میں اپنے باپ کے فعل سے راضی ہوں لیکن میں نے چاہا کہ میں لڑکیوں کو بتا دوں کہ نکاح کے معاملہ میں والدین کا بالکل کوئی دخل نہیں۔ یہاں الفاظ سخت اور واضح ہیں کہ باپوں کا نکاح کے معاملے میں کوئی دخل نہیں۔ یہی بات ان قرآنی آیات سے بھی ثابت ہوتی ہے جن کا ہم پہلے ذکر چکے ہیں۔ حدیث پنجم : ۱۷۱۰ : ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے کنواری اور ثیبہ دونوں کے ان نکاحوں کو رد کر دیا جو ان کے باپوں نے ان کی مرضی کے بغیر کر دیا تھا۔ حدیث ششم : ۱۷۱۱۔ حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی کنواری بیٹی کا نکاح کر دیا مگر لڑکی اس نکاح سے ناخوش تھی۔ پس نبی ﷺ نے اس نکاح کو ختم کر دیا۔

ایک دوسری روایت جو حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے اس میں ہے کہ نبی ﷺ ان نکاحوں کو کالعدم قرار دے دیا کرتے تھے جو کنواری کا ہوتا یا ثیبہ کا جبکہ عورتیں اس نکاح کو ناپسند کرتیں۔

آخری حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ اپنے نفس کے معاملے میں عورت کا اختیار اور حق ولی سے بڑھ کر ہے۔ اگرچہ ابن جوزی اس مقام پر حدیث کی سند نہیں دی لیکن دوسری جگہ دی ہو گی۔ بات بالکل صحیح ہے کہ کیونکہ قیامت کو عورت کہہ سکتی ہے کہ میں کیا کروں باپ نے میری شادی ناپسندیدہ جگہ کر کے میری زندگی اجیرن کر دی اور میں اللہ کی عبادت کماحقہ نہ کر سکی۔

غرضیکہ مذکورہ بالا ابن وجوزی کی بیان کردہ احادیث اور مزید احادیث جو ہم نے پہلے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیان کر چکے ہیں اور بہت سی احادیث جو ہم ذکر نہیں کیں۔ پھر دونوں قرآنی آیات جن کا ہم نے اس مضمون میں ذکر کیا ہے کی بنا پر یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ لڑکی پر نکاح کے معاملے میں دباؤ ڈالنا' اس کی حقیقی رضامندی کے بغیر اس کا نکاح کرنا ایک بہت بڑا گناہ ہے بلکہ ابن حزم کی تصریح کے مطابق زنا بالجبر کی مانند ہے۔ لڑکی کی رضامندی قرآن واحادیث کثیرہ سے ثابت ہے۔

پس ہم کہتے ہیں کہ محترم قاضی مجاہدالاسلام قاسمی صاحب نے جو جبری شادی کے سلسلے میں پانچواں سوال کیا ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ لڑکی کسی طور نکاح کو منظور کرنے کیلئے راضی نہ تھی اور نہ اس شوہر کے ساتھ رہنے کو راضی تھی تو شرعی کونسل یا قاضی اسی نکاح کو بالکل فسخ کر سکتے ہیں۔ ابن جوزی کی بیان کردہ مزید دو احادیث سن لیجئے:

طريق آخر:

١٧١٥:قال احمد:وثناعبدالرزاق‘قال:انباابن جريج‘قال:اخبرني عطاء الخراساني‘عن ابن عباس ان خذاساباوديعةانكح ابنته رجلا فانت النبي ﷺ فاشتكت اليه انها انكحت وهي كارهة‘فانتزعهاالنبي ﷺ من زوجها‘وقال لاتكرهوهي قال:فنكحت بعدذلك اباالبابة الانصاري‘وكانت ثيبا۔

١٧١٦:وثنايزيد بن هارون‘قال:انبامحمد بن اسحاق ‘عن الحجاج بن السائب بن ابي لبابة قال:كانت بنت خذام عندرجل‘فآمت منه فزوجها‘ابوهارجلا من بني عوف‘وحطت هي الى ابي لبابة فابى ابوهاالاان يلزمهاالعوفي ‘وابت هي حتى ارتفع شانهماالى النبي ﷺ فقال:وهي اولى بامرهاقالحقها بهواها‘فزوجت اباالبابة‘فولدت له اباالسائب“

(۱۷۱۵: اس حدیث میں ہے کہ باپ نے لڑکی کی شادی اس کی مرضی کے خلاف کردی تو نبی ﷺ نے اس نکاح کو فسخ کر دیا۔ اور عام اعلان کر دیا کہ والد نکاح پر بیٹی کو مجبور ہرگز نہ کریں۔ پھر لڑکی نے مرضی سے نکاح کر لیا۔

۱۷۱۶: میں ہے کہ لڑکی ابی لبابہ سے شادی کرنا چاہتی تھی۔ مگر باپ نے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ عوفی سے نکاح کرو۔ پس معاملہ نبی ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکی کو اپنا فیصلہ کرنے کا زیادہ حق ہے۔ مزید حکم دیا کہ لڑکی کی خواہش پوری کرو۔ پس لڑکی نے ابو لبابہ سے نکاح کر لیا اور پھر لڑکی سے ابو السائب بیٹا پیدا ہوا۔

© rasailojaraid.com